

نقور و تانرا

سفر دیوبند و تہانتہ بھون

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان

toobaa elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِذَا زُلِزِلَ الْمَجَارِقُ وَجُرِجَتِ الْجَارِحُ

نقوش و تائثرات

سفر دیوبند و تھانہ بہون

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

نُقُوش و تَاثِرَات

AF 699 حصہ اول

سفر دیوبند و تھانہ بھون
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادارۃ المعارف بکراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

عرض ناشر

سفر کے حالات و واقعات قلم بند کرنے کا سلسلہ قدیم زمانے سے جاری ہے، ہر صاحب قلم نے اپنے ذوق کے مطابق سفر کے تاثرات قلم بند کرنے کا قصد کیا۔ اشاعتِ علم میں اس طرزِ تالیف نے اس بناء پر ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے کہ اس میں معلومات کو دلچسپ و اتفاقی انداز میں تحریر کیا جاتا ہے جو انسانی ذہن پر گراں بار ہوئے بغیر معلومات کا ایک خزانہ دے جاتا ہے۔ مگر ایک صاحبِ دل کی نگاہ سفر کے حالات و واقعات میں ہمیشہ عبرت انگیز و نصیحت آموز پہلوؤں کو دیکھتی ہے، اور وہ جب قلم اٹھاتا ہے تو اپنے سفری تاثرات کو نہ صرف ذہن بلکہ دل کی غذا بناتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کراچی سے سفرِ دیوبند و تھانہ بیہون کے نقوش و تاثرات ایک صاحبِ دل کی نگاہِ عبرت انگیز و نصیحت آموز کا ایسا مرقع ہے جس میں سفر نامے کی دلچسپی کے ساتھ ساتھ دنیا کی بے ثباتی اور اس کی تمام راحتوں و آسائشوں کی اصل حقیقت کا اظہار اور آخرت کے سفر کی تیاری کی فکر اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ قلبِ انسانی اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیشہ : **مفتی محمد شفیع**

مقام : **راولپنڈی - ۱۹۳۶۶ - ایم اے ۲۰۰۵**

مذہب : **اسلام**

تخلص : **الذی لا یزال یزید**

فون : **5049733 - 5032020**

ای میل : **i_maarif@cyber.net.pk**

لئے کے پتے:

✽ **الذی لا یزال یزید**

فون : **5049733 - 5032020**

✽ **مفتی محمد شفیع**

فون : **5031565 - 5031566**

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا نصاب و غیر کا یہ سرچ
"سفر دیوبند و تھانہ بھون کے نقوش و تاثرات" ایک عرصے سے نایاب تھا،
"ادارۃ المعارف کراچی" نے اس کی دوبارہ طباعت کا ارادہ کیا تو
قارئین کی سہولت کے لئے فہرست میں درج عنوانات کو اصل مضمون کے
مقام پر بھی لکھ دیا، جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اس سفر میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے طلباء و دارالعلوم
دیوبند سے خطاب فرمایا تھا، جسے آپ کے رفیق سفر حضرت مولانا مفتی محمد
رفیع عثمانی صاحب مدظلہم العالی نے قلم بند کر لیا تھا، اس کا خلاصہ بطور ضمیمہ
افادہ کی خاطر شامل اشاعت کر دیا ہے۔

اس طرح ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ "ادارۃ المعارف کراچی"
کو یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ
میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کے لئے اس کتاب کو حقیقی معنی
میں مفید بنائے، آمین۔ فقط

طالب دعا

محمد شعیب نقوی

ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

اپریل ۲۰۱۵ء

فہرست مضامین

حصہ اول

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سفر دیوبند و تھانہ بھون

- ۱۰ پیش لفظ
- ۱۱ ہر انسان بروقت حرکت میں ہے
- جس کو انسان وطن اصلی سمجھتا ہے وہ درحقیقت وطن اصلی کی طرف
- ۱۲ سفر کی ایک منزل ہے
- ۱۶ وطن کی تین قسمیں
- ۱۷ قصبہ دیوبند اور دارالعلوم کے مختصر حالات
- ۱۷ دیوبند؟
- ۱۸ ترک وطن کا سبب تحریک پاکستان
- ۲۱ کراچی میں قیام
- ۲۳ قیام کراچی کے نئے مشاغل
- ۲۳ تیرہ سال کے بعد وطن کی طرف سفر
- ۲۵ سفر کے تاثرات
- ۲۸ وطن کی بہتی پر پہلی نظر کے تاثرات

- دیوبند میں کیا دیکھا؟ ۳۰
- آیت مذکورہ کی تفسیر ۳۲
- اپنے متروکہ مکانات میں داخلہ اور اس کے تاثرات ۳۳
- بزرگان دیوبند کے مزارات ۳۵
- والد ماجد کی قبر پر ۳۶
- چیمہ الاسلام حضرت مولانا ناتوٹوئی ۳۸
- حضرت مولانا محمد احسن صاحب ۳۸
- حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ ۳۹
- حضرت شیخ الہند کا ایک زریں کلمہ ۴۰
- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ۴۲
- مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب ۴۳
- حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مفتی دارالعلوم ۴۵
- شیخ الادب حضرت مولانا اعجاز علی صاحب ۴۶
- نہایت سلف حضرت مولانا انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ ۴۸
- حضرت حاجی عابد حسین صاحب ۴۹
- میاں صاحب (حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب) ۵۰
- حضرت میاں صاحب کے چند کلمات مفیدہ ۵۱
- بستی کے اکابر و احباب کی زیارت ۵۳
- مولانا نسیم سید محفوظ علی صاحب ۵۴

- دارالعلوم دیوبند میں حاضری ۵۵
- دارالعلوم دیوبند ۵۵
- علماء و طلباء کی مجلسیں ۵۶
- دارالافتاء اور اس کے آثار باقیہ ۵۷
- کتاب خانہ ۵۸
- دارالعلوم میں ایک درجہ حدیث ۵۸
- مسئلہ دیوبند کی حقیقت ۶۰
- سفر تھانہ بھون ۶۱
- خانقاہ امدادیہ ۶۲
- حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی کی برکات و افادات باقیہ ۶۴
- سول سال تک تھانہ بھون کی حاضری ۶۸
- تھانہ بھون اور خانقاہ امدادیہ کا موجودہ حال ۶۹
- مزار مبارک پر حاضری ۷۲
- مظاہر علوم سہارنپور ۷۳
- دیوبند سے واپسی ۷۴
- لطیف ۷۵
- ضمیمہ ۷۶

مفتی اعظم پاکستان کی ایک اہم تقریر کے اقتباسات جو پاکستان سے دیوبند پہنچی کر دارالعلوم دیوبند کے عظیم اجتماع میں کی گئی

حصہ اول

سفر دیوبند و تھانہ بھون

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان

toobaa-elibrary.blogspot.com

صفحہ نمبر	نمبر
ملفوظ نمبر ۱	۷۸
امام غزالیؒ کا واقعہ	۷۸
ملفوظ نمبر ۲	۷۹
ملفوظ نمبر ۳	۷۹
امام محمدؒ کے متعلق خواب	۸۰
ملفوظ نمبر ۴	۸۰
ایک طالب علم کا واقعہ	۸۰
مولانا عبدالحی صاحب کا واقعہ	۸۰
ملفوظ نمبر ۵	۸۱
ملفوظ نمبر ۶	۸۱
ملفوظ نمبر ۷	۸۱
مسئلہ دیوبند کیا ہے؟	۸۱
دوسرے حصہ میں جہان ہدایہ سے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا سفر بھارت شامل کیا گیا تھا جو اس قدر نے کائنات دیا ہے کیونکہ وہ پہلے سے ہی طبع شدہ اور انٹرنیٹ پر ہی موجود ہے	۸۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

دوبہندہ سے ترک وطن اور کراچی میں اقامت پر تیرہ سال گزرنے کے بعد جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ - نومبر ۱۹۶۰ء میں دوبہندہ جانے کا پہلا اتفاق ہوا تو عزیزوں دوستوں نے سفرنامہ لکھنے کی ٹھہرائی اور مجھ سے اس کے لئے اصرار کیا۔ میں کیا اور میرا سفر حضر کیا! ایک کبھی پھر اُذکر دہر سے دہر چلا گیا، اُس کا کون سفرنامہ لکھے؟ اس لئے اس کام کو فضول سمجھتا تھا، مگر دوستوں کا دیکھنا ہونا بھی پسند نہ تھا، اس لئے سطور ذیل اس سفر کے تاثرات اور انصاح و عبر کے طور پر قلم بند کر دیں، خدا کرے کہ پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے اور میرے لئے بھی ذریعہ ہدایت و نجات بن جائے، وَمَا ذَلِكْ عَلٰی اللّٰهِ بِغَرِیْزٍ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

در ستر میل از لاہور تا کراچی

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ

مطابق ۵ نومبر ۱۹۶۰ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

خُصُوصًا عَلَىٰ سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْمُهَاجِرِينَ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَىٰ

وَعَنْ يُهْدِيهِ الْفَتَىٰ

انتخابات جہاں، واسطے رب ہیں دیکھو!

ہر تفر سے صدا آتی ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ"؟

ہر انسان ہر وقت حرکت میں ہے

انسان بلکہ پورا جہان ہر وقت ایک حرکت میں ہے، جو چیز کی وقت ساکن بھی نظر آتی ہے، غور سے دیکھو تو وہ اس وقت بھی ایک خاص حرکت میں ہوتی ہے، حالات بدلتے ہیں، صفات بدلتی ہیں، انسان اپنے سونے اور آرام کے وقت، اپنے گھر میں قیام کے وقت اپنے آپ کو ساکن سمجھتا ہے مگر درحقیقت وہ اس وقت بھی حرکت میں ہے۔ "حرکت" اس کے وجود کا لازم ماہیت ہے۔

ہر انسان اپنا وطن اور گھر چھوڑنے کے بعد اپنے آپ کو مسافر کہتا ہے، لیکن ذرا غور کرے تو یہ حقیقت اس کے سامنے آجائے کہ وہ گھر میں بیٹھا ہوا بھی سفر ہی میں ہے، زندگی کا ہر سانس اس کے سفر کا ایک قدم ہے جو برابر مسافت طے کر رہا ہے۔

فلس کی آمد و شد کہہ رہی ہیں غفلت کیش
کہ مثل برف ترا بہہ رہا ہے راس المال
اکبر مرحوم نے خوب فرمایا۔

دل سے طاقت، بدن سے کس جاتا ہے
پھر کر نہیں آتا جو فلس جاتا ہے
جنب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا
یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے

جس کو انسان وطن اصلی سمجھتا ہے وہ درحقیقت
وطن اصلی کی طرف سفر کی ایک منزل ہے

آج کا انسان وطن پرستی میں جلا ہے۔ اپنے گاؤں، اپنے شہر،
اپنے ملک کو وطن سمجھتا ہے، جب وہاں رہتا ہے تو اپنے آپ کو مقیم اور اس
سے باہر جاتا ہے تو مسافر کہتا ہے، لیکن اس مسکین کو یہ خبر نہیں کہ دنیا کا وطن
اصلی بھی سفر کی ایک منزل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اس کا وطن اصلی کہیں
اور ہے جس کی طرف ہر وقت، ہر حال میں شعوری یا غیر شعوری طور پر سفر کر
رہا ہے۔

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

یہ اقامت تجھے پیغام سفر دیتی ہے

انسان نے اپنی زندگی کے ہر دور میں مختلف جگہوں کو اپنا وطن سمجھا

ہے، مگر جب حالات بدلے تو معلوم ہوا کہ وہ وطن نہیں تھا، بلکہ وطن کی
طرف سفر کی ایک منزل تھی۔

سب سے پہلے ماں کے پیٹ کو اس نے وطن سمجھا، جہاں بطن مادر
کی تحن اندھیروں میں اس کا مسکن تھا، جہاں ہوا کا اچھا انتظام، نہ روشنی کا
ذکر، گندا خون ان کی بہترین غذا، اور ایک گندی جھلی عمدہ لباس تھا، کچھ
دنوں کے بعد جب قدرت نے وہاں سے نکالا تو صاحبزادے ترک وطن
کے صدمہ میں روتے ہوئے اس جہاں میں تشریف لائے۔

ایک نیا جہان سامنے آیا، وسیع فضا ملی، روشنی ہوا ملی، خون کے
بجائے دودھ ملا، عمدہ کپڑے ملے، راضی ہو گئے اور اب اس کو اپنا وطن کہنے
لگے، یہاں سے کہیں جانے کے لئے تیار نہیں۔

کچھ اور وقت گزرا، گھر سے باہر نکلے، دوسرے مکانات اور طرح
طرح کے سامان دیکھے تو گھر سے زیادہ دلچسپی ان چیزوں کے ساتھ
ہونے لگی۔

اسی طرح جوں جوں زندگی کے مختلف ادوار میں گزرتا رہا اس کی ہر
منزل کو اپنا وطن مانوف سمجھتا رہا، اور پہلے وطن کو نظرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا،
شاید ایسے ہی حالات سے متاثر ہو کر ہمارے کچھ شعراء میں سے ایک شاعر
نے کہا ہے۔

لا ہمعنک خفض العیش لی دعیۃ

نزع نفس اہل و اوطان

تجد بکل بلاد ان حلفت بہا

اہلہا باہلی وجیرانہ بجیران

مگر اس اُنجھی ہوئی دور کا سرا اس کو بھی ہاتھ نہ آیا کہ حقیقت تک پہنچتا، اور آواز زندگی کے انقلاب کی تہ میں یہ دیکھ لیتا کہ اس ساری نقل و حرکت کی دور کسی اور طاقت کے ہاتھ میں ہے، وہی اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لے جا رہی ہے، جس کی طرف قرآن کریم نے "لَقَدْ كُنْتُمْ فِئْتًا طَائِفًا عَن طَبَقِي" کے ایک جملہ میں اشارہ فرمادیا ہے، جس میں قرآن کریم نے بتلادیا ہے کہ انسان ایک درجے سے دوسرے درجے کی طرف ترقی کرتا رہے گا۔ قرآنی حقائق سے غفلت برتنے والے نا حقیقت شناس انسان کی ساری زندگی کا حاصل یہ رہتا ہے کہ ۔

مسافر ہوں، کہاں جانا ہے، تاوقت ہوں منزل سے

ازل سے پھرتے پھرتے گور تک پہنچا ہوں مشکل سے

عقل کی بات یہ ہے کہ یہ ہمہ وقت محرک اور مسافر انسان اس حقیقت پر غور و فکر میں اپنی پوری توانائی صرف کرے کہ ۔

کس کا خیال، کون سی منزل نظر میں ہے؟

صدیاں گزر گئیں کہ زمانہ میں سفر میں ہے!

اس وقت اس کو معلوم ہوگا کہ ہم جن جن مقامات کو وطن سمجھتے اور ان کے لئے لڑتے بھڑتے آئے ہیں، وہ سب کے سب ہمارے سفر کی مختلف منزلیں تھیں، نہ ہم اس ملک کے باشندے (مبشطل) ہیں، نہ یہاں

ہمیں ہمیشہ کے لئے رہنے دیا جائے گا، مختلف مدتوں کے وہ مختلف لوگوں کو ملے ہوئے ہیں، ان کے ختم ہوتے ہی بلا ایک منٹ کی تاخیر کے ان کو یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْذِنُونَ سَاعَةً وَلَا

يَسْتَفِيدُونَ.

یعنی جب ان کا وقت مہین آپہنچے گا تو نہ ان کو لمحہ بھر کے لئے مقدم کیا جائے گا اور نہ مؤخر، اور ہر شخص ارادی یا غیر ارادی طور پر اپنے وطن اصلی میں پہنچادیا جائے گا، جس کا قرآنی نام "ذَا الْأُخْرَىٰ" ہے۔

اس وقت معلوم ہوگا کہ ہر وطن اصلی سے اس کو سفر اس لئے کرایا گیا تھا کہ دوسرے ملک سے اپنی دائمی زندگی کا سامان جمع کر لائے، جس کے طریقے کا بھی اسی دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی زبانوں سے، آسمانی کتابوں سے، انبیاء علیہم السلام کے نائب علماء و مشائخ سے کھول کھول کر اعلان کرادیا گیا تھا کہ یہاں سے سامان منتقل کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہوگا کہ کھانے پینے کی چیزیں، اڑھٹے بچھانے کا سامان گھڑیاں باندھ کر لے جاؤ، بلکہ روحانی اسٹیٹ بینک کے ذریعے دوسرے ملک کا نقد (ایکسچینج) حاصل کرو، اس کے ذریعے اپنے اصلی وطن میں سارے سامان مہیا ہوں گے، جس کی پوری پوری ذمہ داری سب اسٹیٹ (حکومت) پر ہوگی۔

وطن کی تین قسمیں

یاد آ رہا ہے۔ استاد محترم اور برادر عزیز! علامہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز وطن پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔

مخلص سے تیس وطن ہیں ایک دوسری، اور تیسری، تیسرا۔
رومانی۔

وطن : رومانی وہ ملک ہے جہاں دو بیٹے ہوں
وطن : رومانی وہ مومن کا مدینہ طیبہ ہے، جہاں سے من کو نور
ایمانی ملے۔

وطن : رومانی جنت ہے، جہاں عالم ارواح میں اس کا اصلی
مستقر تھا، اور پھر پھر اگر وہیں جاتا ہے۔

اس تشریح طرانی کا حاصل اپنے نفس کی خدمت بخش کو توبہ اور عافیت
حق کے لئے نصیحت و محبت کا ایک پتہ سامنے آتا تھا۔

بات میں سے کس چھٹی کی زبان پر تو یہ کہ مقصد اپنے وطن اصلی
و عینہ و آراہنے سے تھوڑا سا دور چھوڑ کر وطن کی طرف ایک نوجوان کا قدم
اٹھاتا تھا، جو یہ کہہ کر اپنے وطن کی چھٹی چھٹی قوموں کا اہم و
مہتمم کا مرقعہ سے شایہ دور سے اچھٹے شے دوسرے سے بھی منہ
جاہت ہو سکتے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

قصبہ دیوبند اور دارالعلوم کے مختصر حالات

دیوبند؟

ایک ندیا ہے۔ ایک چھوٹا قصبہ شیعہ بہار پور کا جس کا نام دیوبند
اور عربی لکھتے ہیں۔ وہی خاص ثابت حاصل ہے، جسے جاتی یا صنعتی اعتبار
سے وہاں اس کو اٹھائے حبیب اللہ زمین میں علوم عامیہ کا ایک عظیم الشان
دارالعلوم ہے جو ہندوستان میں عامی علمیت کے نقطہ کے بعد علوم
عامیہ و اپنی اصل صورت میں باقی رہنے کے لئے ایک گوشہ غفل کی
انکسیت میں قائم رہا یا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حسن قبول دے فرمایا، اور
مرکز علوم بنادیا، اور اس سے یہاں ہونے والے رجال علم میں سخی سخی
نے مجاہدات کئے۔ اس طرح دیوبند اس دور کے دارالعلوم میں اسلامی
مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ بن گیا۔

دیوبند کا نام اس دارالعلوم سے چلا، اور اس کے مکتبے میں پانچ
ہزاروں میں عامیہ علم میں ایک اور کاوش و کسرت میں اس دارالعلوم
حضرات کی کائنات ہو۔

یہ کہ وہ ایک عظیم دارالعلوم دیوبند کے بعد مرتبہ تھی، مگر اس
کا نام اس وقت اور علوم کا نام نہیں تھا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ
میں نے اس دارالعلوم کو وقت تک نہیں دیکھا ہے جس کے وہاں
سے لے کر صدر مدرس اور مہتمم تک ہر شخص صاحبِ نبوت

میں آج سے چالیس سال قبل سے ایک ۵۰ سال کے عظیم
حاکم انسان کی بی بی قادیانی اور بہنوئی مشعل چاہتے ہیں، جو ان کے
وقت میں قیام فرمایا تھا۔ ان کے مشعل کا اندازہ اس آج سے
ہی رہتا ہے۔ جب بھی مشعل کی تکلیف کا خیال آتا ہے قدرت سے مر
اضافہ ہو جاتا ہے۔

کلمہ اہل ہوا و زوال زاد

ہر حال ان مشعل کے سیلاب میں بہہ رہا ہے، ان کی متاع مزاج
یہ ایک سانس کے ساتھ ختم ہو رہی ہے، خدا جانے ان سرے مشعل و
اعمال میں کوئی چیز رب احسن کی بارگاہ میں قیام بھی نہ رہے گی۔

بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت نالہ و فریاد ہم

لیکن وہ کثرت مشعل ہے جس نے تیرے، جس نے عزت میں
مزاجوں کے شدید تشنوں کے باوجود چھوڑے ہوئے وطن کی طرف رخ
نہیں کرنے دیا۔

تیرے سال کے بعد وطن کی طرف سفر

ہجرت سے تیرے سال پرانے ہونے میں ایک مہینہ باقی تھا کہ مزاجوں
کے دیرینہ تشنوں کے پورا ہونے کا وقت تھا، اور وہ ان غیر و کے مراحل
جس قدرت نے آسمانی سے لئے تھے۔ میرے پانچ ماہوں میں سے
چار اس سے پہلے مختلف اوقات و تعریات سے سنے میں دیر بند چاہتے تھے۔

صرف مہینہ محمد رفیع علی باقی تھا، ان سے یہ وعدہ ہوا تھا کہ جب میں
پہاں کا قہقہاں ساتھ میں گاؤں، اس وقت یہاں سے وعدہ نہ ہوئی تھا، جلدی
جہد میں سے پاجہارت دینا کا بھی اتمام کیا۔ انہوں نے اپنی ۱۳۹۸ھ
۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو کراچی سے براہ لاہور روانگی ہوئی۔

لاہور میں جامعہ اشرفیہ کا سالانہ جلسہ انیس تاریخوں میں قیام
روز میں قیام رہا، جامعہ کے جلسہ میں بعد ازاں ایک تقریر ہوئی، جلسہ میں
شریک ہونے والے جامعہ و مسکن کی ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، استفادہ
تحتہ حضرت مولانا رسول خاں صاحب مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور کی
زیارت ہوئی، جامعہ و محترمہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کے انخاص
قدیم سے استفادہ کا موقع ملا۔

لاہور میں میرے بڑے بھائی محمد زکی سید تھیں۔ ادارہ
امامیات اہل کلمہ نام سے دینی کتب کی اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا ہوا
تھا، وہ ادارہ صاف و وسیع ہیں، یہ گروپ، جامعہ و جامعہ چاہتے تھے مگر
اس وقت میرا تہہ نہ گوارا نہ کیا، اس کے لاہور سے دو مہینے رفیق نظر
ہو گئے۔ ۱۹۷۸ء میں اپنی ۱۳۹۸ھ ۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو لاہور سے دیر بند کے
کے روانگی ہوئی، مصر کی نماز لاہور انٹیشن پر لاہور کرنے کے بعد کازری پہلی۔

سفر کے تاثرات

چند منٹ ہی گزارے تھے کہ کازری پاکستانی سرحدوں پر

نہد کہیں کے ایک مقام میں، اٹھ کر وہاں پہنچے۔ وہیں اعلان کیا گیا کہ یہ قیامت کا وقت ہے۔ اس وقت کا ایک ایک آدمی کے سامنے لکھنا تھا، کافروں میں مقدمہ و مقدمہ موت کی لکھیں، انیس کا چنانہ ہر صوفی کی تو یہ کوٹھنے کی، رفیقوں کے اپنی طرف متوجہ کیا تو یہ قہقہے لگے اور غائب ہو کر لوہے کی عافیت و سوس و سالت کے ساتھ غریبوں کوئی کا اصرار سے نکلا، وہ یہ حقیقت سامنے آگئی کہ اللہ اللہ کہیں وہاں ہم پہنچ لا بھگوان! جو وہ اللہ کوئی چاہتا ہے وہ ہر جگہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ ہر جگہ نہیں ہوتا۔ انیس کے لئے یہ وقت سب ایک حکم قدرت کے ماتحت ہزاروں صوفیوں پہلو میں سے ہولے پھٹے ہیں، جو چاہو ہوا ہو۔ اس کی سزا اور آگندہ ہوشیار کرنے کے لئے تاریخ تیار ہے۔

ذکرہ ذکرہ دہر کا ہایسے تقدیر ہے

ذکرہ ذکرہ کی جانی جیسی تعمیر ہے

یہی حضرت شیخ احمد قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جز وہد بحر حوادث کا چشم حق ہیں

طرہ شاہد تقدیر کے ہیں بچ و خم

مرسد یہ ارادہ میں نے اس مشہور پانچویں، اس کے چند

اشعار اس وقت یاد آگئے۔

ہر تقدیر میں اگر دیکھو ہزاروں ہیں جہلم

چرخ و گردوں دہر دوراں کا نہیں جو رستم

toobaa-elibrary.blogspot.com

انقلابات جہاں کیا جائے کس کا کام ہے

آسمان ناخن زبان صفت پر بدنام ہے

اسی طرح باطن و جان کے کرم و رزق و قوت کے متعلق بات

میں اس محشرستان کا ایک حصہ طے ہوا، امر قرار گیا۔

یہاں سہاگن کی چینگ، پاپوت اور دین کی انجی بھال سے

مراصل سامنے تھے۔ مرد و عورت، بچہ بڑا جس کو دیکھو اپنی اپنی فکر میں

ہے، قہار میں لگی ہوئی ہیں، جو ان مراصل سے فارغ ہو گیا یہ سمجھ کہ گویا ہم

حساب کے امتحان سے فارغ ہو گیا، لیکن سوچنے والے کے لئے انیس کے

ایسے ہی نمونے آخرت کے حساب کتاب کی یاد دہانے کا بہترین ارمید

ہیں۔ مغرب کی نماز میں مراصل سے فراغت کے بعد ان کی ہر ہمار پھر کی

گواہی میں اٹھیں ان کے ساتھ سار ہو گئے، رات کے ایذا بیک اس گواہی

نے اپنے قدیم جن کی سرحد ثانی انکسین سہار پھر پکچا دیا۔

یہاں انکسین پر خاص خاص مزین اتھار میں طے ہوئے نعر

تے۔ طے ہوئے عزیزوں کی بے تاب بہت نے گواہی سے آنا اور

کراہی، ان کی ملاقات کا کیف بھی ایک ناقابل بیان حالت تھی، رات کا

باقی حصہ دیکھ کر ہم میں کڑواہی، صوفی کی نماز چاہتے ہیں اس کی نعر بیانی کہ

سہار پھر اس بی کے وقت میں آمد کا اندازن، اس وقت اس مرتبے سے

باز ہے جس بیک فرصت علی تو یہ بند جانے کی گواہی کو یاد کرنے کے لئے

نہ قول رہی تھی، بھاگ دوڑ کر اس پر سوار ہوئے اور...

دین کی ہستی پر پہلی نظر کے تاثرات

تھوڑی ہی دیر میں ریل سے دوپہس سے دیندنی جتنی پر نظر پائی وہ سے ماحول جذبات محبت سے بھر پور نظروں سے دیندنی ایسا یہ چاروں سے دیندنی میں مشغول تھے، میں اس ماحول میں اپنی تیزی ہوئی دیندنی کے تصورات میں ایسا کم ہوتا کہ کسی کی بات سے دلچسپی نہ تھی۔

میں دل میں کہہ رہا تھا کہ عمر کے تریچین سالی اس سرزمین پر گزارے ہیں، خدا تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کتنے لوگوں کے اہل توئے اس زمین پر گئے ہوں گے، یہاں کے زمین و آسمان، ہوا و فضا، تیرے آسمانوں کے شہر ہوں گے، وہ دنیا کر رہے ہوں گے کہ یہ سیر کا پھر کیا۔

اتوار صبح نے بندوں کی ٹکانوں سے تیرے عذاب پہنچا ہے، وہ سب تیری حقیر و ٹکڑی کر کے گئے، ٹکڑیوں کے راز جانے والا تو جانتے ہے تو نے جو اعمال بصورت طاعت کئے تھے ان میں بھی انہیں نہ تھا، تیری جتنی مصلحتیں تھیں، تو تویر اور کھاروہ بھی حقیقت میں ایک طرح کا ٹکڑا ہی تھا، جس کو طاعت و عبادت کی صورت میں لیا تھا، یہی وہ جی کہہ ہیں جو خود اپنی یا فیہ اللہ و راضی کرنے کے سے مراد ہوتے ہیں، اسی تصور پر عمل یہ میں نے ایک فوری غم بھی تھی، جس سے چند اشعار یہ ہیں۔

دیوانہ خوشتر است نہ فرزاد خوشتر است

کاٹرا کہ خواست جلوہ جانا نہ خوشتر است

نگ آدم زحمت یاران این زمان

بس منم صراحی و چکان خوشتر است

سیر جہاں خوش است وے بعد تیرہ

غلوٹ گئے کبوشہ کا شانہ خوشتر است

خوش درہی علم و عقل قادی بدویند

لیکن ہے بھانڈا قحط خوشتر است

اور اس وقت بھی یہ خوف ہے کہ اس تویر عمر و نہ میں بھی نہیں سانس کشی کا مرنہ کر رہے ہوں۔ اللہم انسی اغوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکہ وبعثہ وبقبہ ولا ملحاً ولا ملحاً ملک الا ملک۔

ایک طرف ان خیالات کا ہجوم تھا، دوسری طرف ساتویں صدی قبل مسیح سے نبوت و معجزات سے یہ بھی امید تھی کہ ان کے عذاب سے وہ بچ جائیں، پھر ہی میں نے یہ سانس کشی کے اس کا تویر اور کھاروہ بھی حقیقت میں ایک طرح کا ٹکڑا ہی تھا، جس کو طاعت و عبادت کی صورت میں لیا تھا، یہی وہ جی کہہ ہیں جو خود اپنی یا فیہ اللہ و راضی کرنے کے سے مراد ہوتے ہیں، اسی تصور پر عمل یہ میں نے ایک فوری غم بھی تھی، جس سے چند اشعار یہ ہیں۔

(۱) خزانہ صوفیہ ص ۲۰

کی فی مابقت کا معاملہ بدلہ لے لیتا تھا۔

مابقت کے بعد انہوں نے سارے ہوتے تو اب میرے سامنے یہ محسوس
آئی کہ قیام میں ہوا عینوں میں چار افراد ایسے تھے کہ یہ قیام کا نقصان
پہنچانے کا قیام کا قیام یہ چاروں سہار پانچ تک پہنچتے تھے۔

میرے پروردگار موصوفہ نامہ صاحب مدرس دارالعلوم اور پروردگار حق تعالیٰ
نور کریم صاحب امر ایلم تعلیم بھائی نور الحق۔ آخر انداز میں کچھ وہاں
کے ایک صاحب ایشیت رئیس کی اور وہ تھے، مگر تیسرے ملک کے حواث
وہ وہاں میں مسلمانوں نے قتل عام کے وقت یہ وہیں اپنے بچوں کو لے
کر بھاگ کر رہا تھا وہاں وہ زندہ آئی تھی اور اس حالت میں اپنی زندگی گزار
رہی تھی۔ مجھے اپنے قیام کے لئے سب سے زیادہ مستحق یہی نظر آئے۔ چر
اور کے روز جب یہ وقت آئے وہاں کے قیام کے لئے ان کے مکان پر
جدا نہ بل تو ان سے اجازت لے کر موصوفہ نامہ صاحب کے مکان پر
قیام کیا، ان کے مکان پہنچ کر یہ محسوس ہوا کہ یہاں قیام کے لئے موصوفہ نامہ
سے چند سال پہلے کمر حرم و فضل میں دارالعلوم کے استادوں میں مقرر
ایشیت تھے۔

ایو بند میں کیا دیکھا؟

میرے اپنے محمدی ان چاروں مسجد میں پہنچا جو وہاں تعلق کے
راوی بنی جاتی تھیں اور مجھے لگتا تھا کہ قیام میں اس کا

انہوں کا رہنا تھا۔ میرے بعد انہوں نے فی آبادت ہوئے، یہ وہاں کا محسوس
ہوئے۔ وہاں کا محسوس ہے۔ اپنے محسوس میں مسلمانوں کے چند وہاں تھے۔ ان
میں سے بھی فی مابقت میں محسوس ہوئے تھے۔

میں نے اپنے بعد پروردگار موصوفہ نامہ صاحب مدرس دارالعلوم
نور کریم صاحب امر ایلم تعلیم بھائی نور الحق کی موصوفہ کے ان حکام
کے مسجد کا محسوس نہیں کیا ہے، مگر انہوں کی حاضری بھی اس جگہ
کے محسوس تھی، اپنی خام خیالی پیش نظر یہ حقیقت سامنے
آئی کہ۔

نہا جاتے یہ زین جیو گوار ہے اس کی

بندوں اٹھ گے مابقت میں ہوتی ہے محسوس

نہا کے بعد عینوں کے مابقت کے لئے ان میں کا تو بہت سے
تعلق ہے۔ مابقت کے بعد پروردگار موصوفہ نامہ صاحب مدرس دارالعلوم
نور کریم صاحب امر ایلم تعلیم بھائی نور الحق کی حاضری بھی
میں محسوس نہیں کی، چنانچہ کہ انہوں نے ہر دو سال کا ہر دو سال
اپنے ان کے مابقت میں مابقت میں وہ اپنے مابقت میں محسوس
تھے۔ ان کے بعد ایلم تعلیم بھائی نور الحق کی حاضری بھی یہ دیکھیں کہ
اب سے چند سال پہلے جو وہاں کے مابقت میں وہاں کے مابقت میں
ہوئے تھے وہاں کے مابقت میں وہاں کے مابقت میں

میں بھی ایک اپنے مابقت میں وہاں کے مابقت میں یہاں کے مابقت میں

شہر جو میں نے اپنے ملک کے لئے دیا، پھر پھر لے گیا۔
 تو وہ ایک بدو حقیقت میں رہا، یہ کہ یہ شہر نہ لے گیا۔
 مختصر محنت میں یہ بدو اس کے صاحبِ محدث اور اعلیٰ بن گیا ہے۔

دنیا کا کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال

اس گھر میں تم سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

میں نے اس کو دیکھا تھا، اس کے مکانات میں کچھ، ان کے گھر کے روبرو
 کے واقعات اس میں آئے جاتے، چلنے پھرنے، انعام و عذر، ان کی محبت
 عدوت، غم و شادی کے شادی، واقعات کا کچھ تو جو لکھا تھا، وہ یہ
 جو وہ خوب یاد کیا، میں نے کہا، میں نے یہ حقیقت ہے اس دنیا اور
 اس میں خیال آئے، وہ کہ وہ کہہ سکتا ہے، وہ مفید و مضار، واقعات کی جن کی
 نہ کہ بہت کم، اس صورت میں، پھر میں نے واقعات کی تدوین میں یہ
 منقولات و منقولات کی خبروں میں ان کے لئے تھے، آج وہ اس خوب
 نہیں ملے، وہ اپنے کے بھی بکھل چکے ہیں، تو اس کے بعد کہ وہ
 انہیں کے لئے آج، اما عندکم سلف و اما عند اللہ راقی، مثنیٰ
 تو یہ کہ اس کو دیکھتے ہو، تو فراموش ہوئے، وہ ہے، اور انہوں نے
 پاس جو چاہے وہ سے جاتی رہتے ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر

یہ مختصر محنت میں یہ بدو اس کے صاحبِ محدث اور اعلیٰ بن گیا ہے
 کہتے تھے کہ تمہارے پاس جو چیز ہے اس میں صرف یہی مایہ نبت اور

محرمات مردہ ہیں، جلد وانی اور تھکی، اور رخ و رست، سب اس میں
 رکھیں ہیں، اور رش و آفتابی کے مطابق کیا کی یہ سب چیزیں فنا ہوئے ہیں
 میں باقی رہے، اس یہ بات اور وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے باقی رکھا۔

اپنے متروکہ مکانات میں داخلہ اور اس کے تاثرات

رفتہ رفتہ اپنے جدی مکان میں پہنچا جہاں یہ وہ کہن اپنے حصہ پوری
 کی حیثیت سے معلوم ہے، اس کے باقی مجھے کسٹوڈین کے قبضہ میں ہیں، اور
 وہ وقت اس کے پیروں پہنچنے کے خطروں سے بھی رہتی ہے۔

یہ وہ کہن اپنے گھڑے کی مشکلات میں مبتلا، مکان کی حرمت
 کو نہ کرتا، کہن سے گزر رہا ہے، کہن ٹوٹ رہا ہے، ایک کھنڈر کی صورت
 دیکھی، کچھ ہی بچا ہے، مگر اس وقت تک مواظظ و غیر کے جو واقعات سامنے
 آچکے تھے، وہ فریادیں سنیں، اس کے ایک ایک اٹی پر بیٹھا ہوئے
 انوں کے پڑانے واقعات کا ایک عنوان سامنے آگیا، اس سے دریا و بار،
 رنج و رامت، جیش و آزار، کچھ کچھ کے ٹیکڑوں قلم سے لکھے، مثنیٰ
 سرسبز و رنگین اس میں گزر گئیں، مگر معلوم ہوا کہ وہ سب خام زمینی
 کے ہوا چھوڑ دیا۔

اور ان بلا پڑ پڑ، صحرا کھوشت

تھکی و خوش و رشت و زبیا کھوشت

جس انظر اس کی قسمی کہ اس میں جو اعلیٰ اور اعلیٰ سرزد ہوئے ہیں
 اور سب کہ وہ کہن نامہ احوال میں باقی نہ رہے، جس کو یہاں لی ہوا، انشاء

نے ریکارڈ کر رکھا ہے اور ذرہ ویو اس پر شاہد ہیں۔

ایک آتش میں بیٹھ کر چھوٹی انتظار کیا، اللہ تعالیٰ سے بہانہ مانگی، اس کے بعد بیٹھے، نائے ہوئے جدید وہاں پر چلتی جس میں اس وقت اندو تارکان جس سے پتہ نکلان تھا، میں، انہوں نے زرا کریم سے سنے گھر کا دروازہ کھول دیا اور مکان کے اندر آئے، خوشی اپنازت سے وہی اندر داخل ہوئے، میں تو دروازہ پر یہ اندو کیا ہوا شعر بدستور قائم ہے۔

ذوق کا کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر میں تم سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اس کی قدر کی۔ درحقیقت یہ ایک ایسا مرقبہ ہے کہ اگر انسان اس کو پیش نظر رکھے تو کبھی دنیا کی دولت و ثروت اس کے لئے غرض پا نہ لے۔ میں نے مکان کے اندر ایک پائت چپتر و نماز کے لئے بنا رکھا تھا، ان لوگوں نے اس کا بھی احترام قائم رکھا، بیٹھے گئے ہم اس پر صرف مائے چینی کی چٹریں رکھتے ہیں، اس کی بے ادبی نہیں کرتے۔

اس نے مکان کی تعمیر اگرچہ ہمیں اس سال ہوئی تھی جس سال ہلن نے اجرت کی نوبت آگئی اور مہل ہونے کے بعد اس کو برتنے، استعمال کرنے کا چھوٹا قلعہ بنا تھا، لیکن تعلیم سے پہلے ہی پانکھ اس کی ہر چیز اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق بنائی تھی، اس میں جو اس گھر سے بڑے راحت و آرام کے گھر سے آج تیرہ سال سے بعد اس میں داخل ہوئے اس میں بیٹھے ہوئے ان رات کا پاکیزہ منظر سامنے آگیا اور ساتھ ہی یہ حقیقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

حق فذلک غفلت بنی غفلت بیش کا اس پتھر نہ تھا
ہم سے سب کچھ نکلتے تھے وہ نہیں کچھ نہ تھا
میری کجہوئی اور ہوتا تو اس گھر کو کچھ کر اگرچہ مرحوم کا یہ شعر پڑتا۔
گروں کے ستر، دیکھے اڑا ہوا گھر وہیں
دیکھا تو نہ جانتا تھا ٹاپر گھر دیکھا

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکا کہ گھر سے نکلنے کے ساتھ ہی اس نے گھر کو میرے اس سے ایسا صاف نکال دیا تھا کہ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اس کے سسر گھر میں کیا کیا چیزیں بنی ہیں، دروازے کتنے، الماریاں کیسی ہیں۔

اس کے اپنے بنائے ہوئے محبوب مکان کو ان لوگوں کے قبضے میں جس میں کر دیکھا۔

میں ہمراہ کی وہ پہر کو دیوبند پہنچا تھا، انھوں نے بعد کا تھا، میں نے عزیزوں اور دوستوں کا تقاضا کیا کہ خطبہ و نماز جمعہ میں پڑھاؤں اور بعد نماز چھوٹ کر دوبارے، ان کی محاسن محبت کے اسرار سے مغر نہ تھا، نماز جمعہ کے بعد ایک گھنٹہ تیر ہوئی جس میں ضروری خدائیں تھیں۔

بزرگان دیوبند کے مزارات

جنتی سے موجود افراد و اصحاب سے سرسری باتچوں سے بعد فوراً کیا تو محبت ہو گئی، اگرچہ اصحاب اور اقراباء و علماء کی بہت بڑی تعداد ہے

ان کے لئے وہ نے نہ ہی راتیں ہزاریں لی تھیں نہ کبھی قیام تھا۔ ان کے پاس کایاں تھیں نہ وہ تھیں نہیں، بقیوں کا ہرگز نہ رہا کبھی نہ وہی نہ ہو انہیں۔

ان کی صورتیں اور یہ تھیں انھوں میں پرستے تھیں، ان کے دیباں نے ہفتی سے بہ نکاح، نیکل بارش یا کہ ان کی تربیتوں ہی سے طاقت کا کچھ فائدہ اٹھایا جائے۔

ان سات نبیوں نے معتقد قبرستان کے ایک ایسے جہان میں پہنچا، یہ جہاں عمر، فضل، رزق، محبت، انکسار، ان بات کے انہوں مدد سے تھے۔

زمین کما جی آسمان کیسے کیسے!

جہاں صورت و سیرت، احوال و اثرات اور تقدیر و اختیار بھی مٹی کے دھیروں کی شکل میں نظر آئے۔

والد ماجد کی قبر پر

سب سے پہلے والد ماجد مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ پر حاضر ہوا، ان کا یہ بلند جو مرض وفات میں فرو ہوا تھا، اور میں اسے کبھی نہیں جھٹاتا، اس وقت ٹھنڈا ہوا، فرو ہوا تھا کہ۔

شیخ اسلمنے، اہل و عیال و بیوی بچے لے کر تھے ہیں، مگر اتنی

بات کہتا ہوں کہ جلد ہی نہ بھول جائے۔

والدہ مرحومہ کا یہ بعد خدا جانے کیا چیز تھی کہ اتنی چٹنیں اس کے بعد بھی میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت فرما رہے ہیں۔

والدہ مرحومہ، اہل علم و ہنر کے قریب ان کے صاحب عمر تھے،

حضرت مولانا محمد شعیب صاحب صدر مدرس دارعلوم حضرت مولانا سید احمد صاحب اعلیٰ، حضرت علی محمد صاحب ایوبی، شیخ ابو عبد اللہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب ایوبی رحمہم اللہ سے حدم حاصل کئے۔ حضرت حکیم ابوالکلام آزاد، شرف علی قندلوی اور حضرت حافظ مولانا محمد احمد صاحب آیتامہ، اراحدہ و غیرہ حضرات ہم سبق تھے، تحصیل علوم سے فراغت کے بعد قصبہ عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب شگاہی قدس سرف سے شرف بیعت حاصل کیا اور سنگوہ کی حاضری کو سرمایہ سعادت سمجھا، انشا پابادہ سفر ہوا تھا۔

اپنے شیخ کے عاشق تھے، ہوش سنہاتے ہی گھر میں حضرت شگاہی اور اہل گھر سے بزرگوں کے تذکرے روزانہ ہمارے کانوں میں پڑتے تھے، جس نے دل میں بزرگوں کی عظمت و محبت کی تحمیر پڑی کی۔

عمر و فضل کے اونچے معیار پر ہونے کے باوجود اساتذہ کے زمانہ میں کسی وقتی ضرورت کے طاقت اور فائز کی خدمت میں لگا دیا گیا تھا، قریب عمر اسی خدمت میں گزار دی۔ قصبہ ایوبہ کا شاید ہی کوئی گھرانہ ہو جس میں ان کے شانہ نہ ہو، ان کے لئے گھر چٹوں تک کی تعمیر اس نے فریضے ہوئی، ایوبہ بندت باہر بھی ہزاروں شاگرد ہیں۔ حق تعالیٰ نے بزرگوں کی صحبت سے ان کی تعلیم میں یہ برکت عطا فرمائی تھی کہ جس نے کچھ بھی پڑھ لیا بے کار نہیں رہا۔

ان سے ہمیں ہی تحفہ مرحوم عثمان منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر

حق، اس پر جاننے والی موصوفہ والدہ ماجدہ کے ساتھ وہ قانون کے
مدد سے تھے۔ صاحب کتاب اور ریاضی کی تعلیم سے پاک و براستیا تھے،
والد مرحوم کی طرح ان کے بھی بزرگ شاگرد ہیں۔

جلتہ الاسلام حضرت مولانا نونو قوی

اس قبرستان سے سب سے متعدد بزرگ جن سے ہم سے قربت میں
معروف ہے، بانی دارالعلوم نیچہ دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نونو قوی قدس
سرفراز کا مزار ہے۔ مولانا موصوفہ کی وفات میری وفات سے بہت پہلے
ہو چکی تھی، مجھے ان کا زمانہ تعجب نہیں ہوا، مگر دارالعلوم میں روکر جو کچھ لکھا
پڑھا وہ سب انہیں کے خوان کرم کا ایک حصہ تھا۔

وہ علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے تقاب تھے، ان کا ذکر جتنا حقارت
نہیں، ان کی مختلف سوانح حیات تو ان کے ہم عصر بزرگ حضرت مولانا محمد
یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہی وقت تحریر فرمائی تھی، چہ حال میں
مولانا ناصر الحسن سیارانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی سے "تغریب و تخریبات" میں
ایک مفصل سوانح قلمی لکھی، وہ تیس طبع شدہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہیں، میں
جو حضرات حضرت موصوفہ سے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں ان کا بیان
ہے کہ آپ بھی جو کچھ صفحات قحط پر آیا ہے، وہ شخص یہ نمونہ حیاتیت
سے آزاد نہیں۔

حضرت مولانا محمد احسن صاحب

جلتہ الاسلام کے برابر ہی درجہ رکھنے والے متوجہ دارالعلوم و تہذیب و

انہوں نے مختلف مقامات پر محمد احسن صاحب نور اللہ مرقدہ کا مزار ہے۔
موصوفہ مولانا محمد (نونو قوی) کے تقریباً بزرگوں میں سے ایک جانشین
کرامت بزرگ ہیں، ان کا تلامذہ سراجی میں تھکے ۱۱۰ سال تک محمد احسن
صاحب نے قلم کیا ہے، جو مکتبہ ربیع شائع ہوگا۔

حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ

مولانا موصوفہ کے چچان میں چند عظیم بزرگوں کی قبریں ہیں، ان
میں سب سے مقدم شیخ الہند سیدی حضرت مولانا محمود احسن صاحب نور اللہ
مرقدہ ہیں جن کی ذات گرامی کسی مسلمان کے لئے حق تعالیٰ حارث نہیں۔
حضرت نونو قوی اپنی دارالعلوم کے خاص شاگرد اور سفر و حضر کے رفیق تھے،
ان کی وفات کے بعد حضرت شگوسی قدس سرہ کی صحبت اختیار فرمائی اور انہیں
سے بیعت طریقت کی اجازت حاصل ہوئی۔ عمر کا بڑا حصہ دارالعلوم دیوبند
میں صدر مدرس کی حیثیت سے تعلیمی خدمات میں صرف فرمایا، آپ کے
تلامذہ تلامذہ میں سے سکڑوں کی تعداد ایسے علماء کی ہے جو اپنے زمانہ کے
مقتدا بنائے گئے، جنہوں نے علم و عمل کے ہر میدان میں نمایاں کام کئے۔

عمر کے آخری ۱۱۰ سال میں من چاہے اللہ جذبہ جہاد سے مشغول رہے
خاب آگیا، اور اس جوری انجمن بزرگ نے اپنے جہاد میں بیخود کر یہ سوچنا
شروع کر دیا کہ ہندوستان کا آخری دن اس نے ہاتھ سے دہلی اور اسلامی حکومت
بنانے کی یہ صورت ہو سکتی ہے، اس سلسلے میں جو کچھ ہوا اس کا مختصر خاکہ
آپ کے خاص شاگرد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب دہلی قدس سرہ

نے "مذہبنا مال" کے نام سے شیع فرمایا ہے اور مستقل مان لیا، حضرت مولانا سید احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیات شیخ الہند" کے نام سے شائع فرمائی ہے۔

الآخر نے حضرت کا زمانہ پایہ مگرنا بدھ کا قلم اس لئے نہیں ہو سکا کہ میں اس وقت متوطن تھا میں پڑھتا تھا، مگر حضرت قدس سرہ نے ساتھ قیام عقلمت و محبت مجھے انشاء ان کے اس بھاری میں لے جایا کرتی تھی۔

قید مانا سے پہلے دو سال تک رمضان المبارک میں حضرت جمہور کے ساتھ رات بھر کی تراویح میں شرکت کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا، مانا سے واپسی کے بعد حضرت ہی سے بیت سوگ کا شرف حاصل ہوا جبکہ انظر دارالعلوم میں ابتدائی مدرس کی حیثیت سے خدمت تعلیم میں مشغول تھا۔

حزارہ مبارک پر حضرت ہی کے وقت حضرت قدس سرہ کی شفقتوں اور عنایت کا ایک موقع میدان سامنے آگیا۔

حضرت شیخ الہند کا ایک زریں کلمہ

اور قید مانا سے واپس تشریف لائے کے بعد رمضان المبارک کی ایک رات میں تراویح کے بعد دارالعلوم کے قدامدارانہ کی چھت پر علماء و فضلاء کے ایک عظیم مجمع کے سامنے آپ نے فرمایا ہے: "بھائیو! جو مسلمانوں کی ساری مشاغل کا صحیح حل ہیں، متعجب ہو گئے، ان کو یہیں بھی بغرض افادہ لکھتا ہوں، ارشاد فرمایا کہ:-

انہوں نے تو قید مان کی تہا میں اور اس کی چار ماہ زندگی میں صرف وہ سبق لکھے ہیں۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی تمام مصائب و آفات کا اسی سبب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو تپہ زریا اور حان بھی اس میں منحصر ہے کہ پھر اس کی پوری جدہ بند کی جائے کہ قرآن کریم کو قیادہ سے زیادہ جام کیا جائے، کسی مسلمان کو اس سے خالی نہ چھوڑا جائے کہ روزانہ پچھ لے کچھ تلاوت قرآن کیا کرے، معنی سمجھ کر پڑھے تو سبحان اللہ ورنہ سب سمجھے پڑھنا بھی ایک عظیم نور، برکت اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح میں ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ بچوں کے مکاتب قائم کے جائیں، بڑوں کو قرآن پڑھانے کا حکم کیا جائے، اور مدارس عربیہ کے اس قسم کے ادارہ عمومی درس قرآن مختلف محلوں میں ہر شہر میں قائم لے جائیں تاکہ علوم کو پچھ نہ پچھ مضامین قیادہ لے آگاہی ہو۔ ذرا مہرے یہ کہ مسلمانوں کے آپس کے اختلاف کو کی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

یہ دو جیسے جرموم اسلامیہ کے اس دریا نے تاپید انار نے چوری عمر اس وقت دیکھیں اور فقیر میں صرف کرنے کے بعد مشہور سال سے زادہ عمر میں قید مان کے غفلت خانے سے حاصل لے ہیں، اس کی قدر و منزلت پہچانے

کہ یہ جلی تباہی پہنچ نہیں دے گا، یہی ہے، اور غور فرمائیں تو اس کے قدم موجودہ مصائب کا حل ہی میں مضمر ہے۔ چنانچہ خواہ حضرت ممدوحؑ نے اپنی عمر کے جتنی عرصہ میں انہیں وہاں مقصودوں کو سامنے رکھ کر کام شروع کیا، اور اس قریب نو سو شروع کر دیا، جس میں حاضری کی سعادت اکثر کو بھی حاصل ہوئی مگر انہوں نے اس وقت یہ غائب ہوئے، اس وقت آپ اقل کے قریب پہنچ چکا تھا اور چند روز بعد ہی غائب ہو گیا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے متعل حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے، اس پر حاضری ہوئی۔

حضرت ممدوح کی ذات گرامی ایک عظیم الہامی حیثیت رکھتی ہے، عرب و عجم میں مسلمان تو مسلمان بہت سے غیر مسلم بھی آپ کے کلمات سے متاثر ہوئے۔ آپ نے بڑا کرم فرمایا کہ اپنی سوانح حیات خود اپنے قلم سے تحریر فرمادی جو "نقش حیات" کے نام سے وہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، بعد میں ہر بھی کچھ حضرات نے آپ کے متحمل نہ کر سکتے تھے۔

حک کے سیاسی نظریات میں مجھے حضرت عظیم ہدایت مولانا قانونی کے تان آپ کے نظریات سے اتفاق رہا، لیکن آپ کی عظمت شان اور کمالات بھلا اللہ ہر حال میں محض رہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حسن میں بھی نہیں بھول سکتا کہ مجھے اس حدیث کی خدمت پر سب سے پہلے انہوں نے گایا، جب آپ سلامت

میں تحریف کر رہے تھے وہاں حدیث پڑھانے سے اسے ایسا درس ہی نہ دیت چلی آتی، مجھے اس پر تعجب نہ رہا، میں نے ہدایا کیا کہ اس وقت تک دارالعلوم میں مجھے کبھی حدیث پڑھانے کا اتفاق نہیں ہوا، میرا مفکر زیادہ تر ادب اور اوسرے فنون رہا، اس پر تشویش کا اندازہ کیا کہ ایسا کیوں کیا حدیث کی تعلیم کو ضروری سمجھو، پھر بعد کئی عرصے کے وقت دوبارہ دوام دیا، میں نے ہدایا کیا کہ حضرت اچھا سنت و محترم حضرت شاہ صاحب اس حدیث دیتے ہوں، وہاں ایسا اتفاق کون ہوگا جو مجھ سے حدیث پڑھنے کو گوارا کرے۔ فرمایا نہیں، کوئی نہ کوئی کتاب حدیث کی ضرورت پڑ جائے، اور پھر ہر پارہ اس کا خلاصہ فرمایا، بالآخر دارالعلوم کی طرف سے سب سے پہلے مولا امام مامک کا درس میرے پر ہوا اور اس کے بعد دورہ حدیث کی دوسری کتاب میں پڑھانے کی نوبت آئی۔

مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب

آپ کے قریب ہی عارف باللہ مفتی عظیم اعجازی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کا مزار ہے، اس پر حاضری کے وقت آپ کی مقدس زیارت و صورت اور شانوں مبارکات ظاہری و باطنی کا جامع ہونے کے ساتھ ان کی سادگی اور تواضع ایسا عظیم و ربیعہ شان کی صورت میں گویا ایک نیچر ہے۔ ہوتے خدائی فیاضیت خاطر کرنے لگی۔ دارالعلوم میں فتوے کے مسئلہ عہدہ آپ ہی کی ذات گرامی سے شروع ہوا، اس سے پہلے دارالعلوم کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ہی فتوے کی

چھوٹا اور لٹوی سینہ پر رہا۔

انہوں نے اس کا دل بانی کی رسم پر ہی سے اگلے میں بھی
عظیم شہیت پر ہی سے پاؤں لگا کر یہ عقیدے میں دل لگنے کا نہیں ہے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب باقی قنصر، راجھام
مرافعل کے فعلی بیروں میں ایک قبر حضرت مولانا حبیب الرحمن
صاحب رحمۃ اللہ علیہ باقی قنصر، راجھام میں ہے، جن کے حسن تدفین اور
حسن اقامہ نے دارالعلوم کو ہم عمر بن پر پانچویں سو چار سو دارالعلوم کی
تعمیری امداد میں سے سنا کر ان کے علمی کوشش پانچ سو چار سو تھے۔ ان
کی مشہور و معروف تصنیف "اشاعت اسلام" کی وضاحت "علومات اور
تدقیق لغوی" کافی شہرت ہے۔ عربی زبان کے بہترین ادیب تھے،
قصیدہ "لامیۃ للمعجزات" و "مختصرات" آپ کے تصنیف ہو چکے ہیں،
ان سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہی تعلیم و تربیت میں اس کی
مہارت و پختگی ہے۔ یہ تعلیم ان کی شہرت میں نہیں بن سکتی،
اس لیے جن و جان و مال کی قربانی کے شہداء ہیں۔ آپ کی قربانی
فعلی و معنوی و مادیات میں، لکچر اور علم و ادب میں نے ایک عملی اور علمی
تجربہ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

بہ انوار علی عہد حدیث قدسہ بجا و زلف بھین

اے اس قبر کے پاس کھڑے ہونے والے، جس کو سخت

ہواؤں اور تیز بارشوں نے مٹا دیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدمت انجام دیتے تھے، مولیٰ مشعل حق پر تھا، اس نے دارالعلوم کے اس
سے اپنے حق آپ ہی ہیں۔ ان کے علم و ادب میں وغیرہ باتیں میں آپ
سے پانچویں سو چار سو تھے، آپ کی یہ خدمت یا تھا۔

آپ بھی دارالعلوم میں تھے، اس سے صاحب علم اور ترقی پائی ہے
تھا، مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شہید یہ میں
مقامات سنا گئے، ان کے خلیفہ تھا مولانا۔ آپ کے احسانات کا
طویل سلسلہ ایک طرف ہزاروں شاگردوں کی صورت سے آیا میں پچھلا،
اور ہی طرف قادی کی خدمت سے، قادی طرف، شہداء و صلوات سے۔
حضرت قادی محمد اسحاق صاحب میرٹھی آپ کے معروف خلیفہ، جس سے
تھے، جن کے خلیفہ حضرت مولانا بدرالکرم صاحب میرٹھی مولانا خلیفہ تھے،
رمولائی علی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میں علم و معرفت کی خدمت انجام
دے رہے ہیں، اور آپ کے ہاں صاحب کے خلیفہ قادی ان صاحب
نے اہل میں خدمت و تعلیم کے نام سے علم و تعلیم کی خدمت کا یہ
بہترین کامیاب اور قادیان میں ہے، اور پچھلے سال مولانا قادی
جس میں صاحب دارالعلوم، چاند میں قادیان وقت کے دارالعلوم ہیں۔
مرافعل اور ترقی کے اپنے معیار کے ساتھ، لکچر و تبلیغ کا
یہ مقام نہ صرف اپنے کو چاند پر دیکھنے سے کہ وہاں کا بھی وہاں
اور بارگاہی ضروریات خود چاند پر غریب کر دیتے ہیں ایک و چاند
تھے، ان کے ساتھ شغف کا یہ لکچر، وفات کے وقت ہی ہاتھ سے قلم

میں نے وہ قادیانی خانہ میں صاحب کے مکان پر حاضری دہائی، یہ وہی
مکان ہے جس میں استاد شمس نے چالیس سال سے یاد دہائی تھی۔ وہاں کی
مدت گزاری معلوم نہیں کی حالت انجام دی۔

دارالعلوم دیوبند میں حاضری

دارالعلوم دیوبند

میں نے بدلتے تحریر میں خانہ بیا تھا کہ میری اصلی وطن قصبہ دیوبند
نہیں بلکہ دارالعلوم دیوبند تھا۔ لیکن انجمن سے بڑھاپے تک میرے ملاقات
عزیزوں کے جانے میں تھرا۔ ابھی سے لوگ جگہ بہت سے آوارہ کے
عزیز مجھے پہچانتے بھی نہ تھے۔

آج دیوبند کی حاضری میں کاہرہ مروجین کے بعد جو چلی میرے
کے سب سے زیادہ شش کی تھی وہ دارالعلوم دارالاس کے استاد و پانچویں
اجازت مہمان تھے۔ ان کا صاحب دوست بکا تھ جو علوم قرآن و حدیث میں
حضرت شیخ الحداد کے درمستورات میں مولانا فاروق احمد چلی کوئی و مولانا
بدرت اللہ صاحب تلمیذ خاص مولانا فضل حق خیر آبادی کے ارشد تلمذہ میں
سے ہیں۔ اس زمانے کے بے نظیر عالم تھے جس نے ہزاروں تلمذہ و آئی
دارالعلوم عربیہ کے استاذ ہیں۔

وہاں کی روٹواری دیکھ کر اٹکا موصوف اور اس کے ساتھ بہت
سے تلمذہ و تلمذہ دارالعلوم قومی کی غیر منتہی میں سے قیام گاہ پر انوار
تھریٹ کے آئے۔ اس کی زیادت و ملاقات کی سعادت کثیر شیشہ حاصل کی۔

میں نے ان کے مکان میں ملاقات کی۔ پورے گھر کے لئے یہ وہاں سے
ملاقات کی قیام گاہ تھی۔

اس ملاقات میں حضرت مولانا سید محمد نور اللہ صاحب نے قیمتی قندیل رو
کے وقت کے واقعہ بیان کیا۔ میں حاضری دہا کر اچھے تلمذہ کی وجہ سے
ملاقات مکان میں ملاقات کر رہا تھا۔ مولانا نے غرض و صاحب کی ملاقات کی
ملاقات حاصل کی۔

مولانا حکیم سید محفوظ علی صاحب

ان کے مکان کے ساتھ میرے نہایت کرم فرما دوست ہر سبق اور
رفیق خاص مولانا سید محمد نور علی صاحب کا مکان ہے۔ ان کی ملاقات سے
زمانہ صاحب علی کی بے غم غم زنگوں کا جواز ہو گیا۔ یہ وہاں پر حکیم
صاحب موصوف دیوبند کے راجہ تلمذہ شہر طویل مذاق ہیں۔ آپ کے بہت
سے شاگرد ہیں۔ انہوں نے نہایت کامیاب طریقہ دئے گئے۔ آپ نے بیکار
محبوب کے ساتھ حکیم صاحب کا سلسلہ نفس خود و نفس کے لئے جاری رکھا ہے۔
حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ملاقات
خانے پر اس کی ملاقات کے بعد قادیانی صاحب حاضری دہائی، اگرچہ صاحب
مولانا احمد صاحب و علی مولوی ارشد صاحب کی وجہ سے یہ مکان آوارہ
ملاقات کے ملاقات کی وجہ سے یہ ملاقات کرنا آوارہ مولوی کی جگہ ان نہیں
کس مولوی کے لئے ہے یہ وہاں بھی ایک مدت تلمذہ و محسوس ہوتا رہا۔
اس ملاقات میں حضرت مولانا مولانا علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

۱۰۰ کا محمد حبیب صاحب نے جو کہ تمام اہل علم و ادب کا دل سے فخر و احترام ہے، اس کی کتابت کی وجہ سے میرے لیے جو کام میں آجائیں ان میں سے کچھ میں نے اپنے دل سے چاہا ہے کہ ان کو اصل روایتوں سے ایک نیا دستہ بنا دیا جائے۔ اس وقت تک میں نے اس وقت کے اہل علم و ادب کے بعد ان کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔ ان کے بارے میں میری قیاسی گمان کا یہ تاثر ہے۔

علماء و طلباء کی مجلسیں

حسنِ اتفاق سے نہیں ہوا، اور اعظم کی مجلس شادی ہو رہی تھی،
 جنس کے مبینہ اظہار میں ہم سبق اور ہم سر تھے، ان میں سے بھی بہت
 سے حضرات نے خواہشات کے لئے تکلیف فرمائی، اور پھر حضرت جگر
 صاحب نے ایسے وقت کھانے پر ان سے حضرات کے ساتھ بیٹھ جانے کا
 مجھے موقع عنایت فرمایا، جس میں ایسے ایسے حضرات سے میری ملاقات
 ہوئی جس کا اب اس یاد میں بخیر یاد آ رہا ہے، وہی اہلِ مذاق۔

اور معلوم میں، غل میں یہ بھی ایک ایسا لمحہ، اور بیکار قدم کہ مجھے
اور معلوم، کھانے کے لئے مدت مقرر ہو، سب کی پیشانی بند رہی ہو،
یہ وہی ان قیمتی اوقات کے تیرا حال ہے جس سے تجھے کم بہت چھوڑا گیا ہو،
اور معلوم کے قدم، یہ وہی ان افسانوں میں شوق و رغبت، اور حسرت و غم کے
مختصر، جذبات اس میں سے ہوں، وہ کتنے تک چھوڑے۔

ایک موقع پر بے ساختہ یہ شعر زبان پر آ گیا۔

اما الحراء فرب كحماهم واری رحمت الحی علی رحمتها

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں سے کسی نبی کے بعد جانتے والی ہر کتاب و خاص نامہ میں عربی زبان عثمانی کی خدمات پر مبنی ہے جس میں قیادت کے ساتھ انجیل کے ساتھ دیگر دینی اور تاریخی کتب۔

دارالافتاء اور اس کے آثارِ باقیہ

نیز آپ سے تاحہ ملی اور قادی جہید خدمت میں حاضر ہو کر
واقعہ اور صدر مطلق حضرت مولانا مہدی حسن صاحب اور نائب قاضی مولانا
قاضی مسعود صاحب و مولانا محمد فیصل صاحب اور علماء کے ذریعہ سے حضرت
سے ملاقات ہوئی مولانا مہدی حسن صاحب مدظلہ سے نیاز قادی
زادہ سے حاصل ہے کہ جب آپ سورت میں قیوم فرما تھے۔ اور مولانا قاضی
مسعود صاحب تو مولانا دار العلوم کے ذریعہ قادی کے مولویوں میں سے زمانہ
سے بھی پہلے سے مولانا مہدی حسن صاحب کے بعد ہی سے انجیل
سے خدمت قادی اور علوم میں شریعت میں تھی اب تک بدستور خدمت میں
مضروف ہیں۔

دارالمصنوعہ اور تجارتی اداروں کا یہ اہم ترین مرکز ہے۔ جس
کی طرف مہمیں مائل ہونے کے لیے ایک ایسا مرکز ہے جو گوشہ کا
رجسٹر ہے۔ اس میں تمام اداروں کے نام ہیں جن کی ترقی کی مختلف
درازاں میں متعدد مہمیں نے لگے ہیں۔ وہ سب کے سب تنظیم جہدوں میں
مکتوبہ ہیں۔ جو ایک تنظیم میں داخل ہونے کے بعد کے زمانے کے لیے
ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک جہدوں میں ہیں جس میں سے صرف ایک رجسٹر ہے

بعض معبودان لیکن کتب میں سے انصاف و سراج

یہاں اپنی مسمیٰ بہو کی محبوبہ کو خطاب کیا کہ شاید آپ سے ایسا نہیں ہوا ہے۔ میں ہی اقبال میں جیٹ واپس آئے ہمارے قریب ہوں گا کہ میرے پاس سے جذبات بھی اسی طرف چل رہے ہیں۔ لیکن میں یہ طوطی آدھی تھوڑے پہلے بہت مرچا ہوں۔ اب کھڑک سے خود بخود آتے تو یہ مرچا ہوں۔ چند چھپے چھپے غمات نصیحت عرض کروں گا۔

بہشتیہ علم آپ حضرات کا تار اور مجھ سے بہت زیادہ ہے۔ مگر بال
میرے مفید ہیں۔ ان کی تعلیم کا اس اور علم اور علماء کا جو مجھے زیادہ دوست،
اس تہذیب کے ساتھ علم کے ساتھ اس حال پر انوکھا پیش کریں۔

مسک دیوبند کی حقیقت

اور آخر میں یہ عرض یہ کہ آپ حضرت و جی اس نعمت خداوندی کی قدر نہیں ہے کہ اس نے آپ کی تعلیمی رشتہ اور اعلیٰ علم سے منسلک فرمایا۔ جب اس جسمِ جسد کے گنبد ہے آپ ہر تعلیم کے اور کتاب و سنت اور فرائض مسلمان کی تعلیم میں آپ کو افتادہ و تاملہ و تاملہ بنایا۔ یہ مصلحت سامنے آئے گا کہ اس وقت معلوم ہوگا کہ ایچ۔ بی۔ اور اس کا مسئلہ میں تعلیمِ نعمت ہے اور میں جس طالب علم کی کہ زمانہ میں آپ کی جن شخص ہے اور مرحوم کے علمی تعلیم میں اور علوم سے متعلق ہوا۔ یہاں کے ساتھ وہ اپنے دوست کے مطابق علم حاصل کیا اور مسئلہ ایچ۔ بی۔ بھی تعلیم اختیار کیا۔ میں ان کے تعلیم و فکر اور علم اور علم کے افتادہ و تاملہ و تاملہ کے کرنے کے بعد

اپنی زمین سے ان ملک متبادل کی قومیں مختصہ دلی میں، ہمارے
تہارے تو محل کی دہائی کی فضا کا تمام ملک کے تہارے سے تعلیم
لوہین غور، غور، ہاتھ کی قومیں ہر تہارے کے بعد ملک کی ہند کے تہارے
محض تعلیم سے جس ملک بصیرت سے باندھ ہوں۔

خبر میں یہ غلط فہمیوں سے متعلق ہیں کہ یہ بندہ کوئی
بہادار نہ رہا ہے۔ بلکہ آس و سنت کی سب سے زیادہ نفی و نفرت،
مقتل و تلکیت، تہذیب و تمدن، تہذیب و تمدن کے لیے
مختلف مسئلوں میں سے ایک نہایت مشکل و نامور مسئلہ ہے، جس
میں تہذیب اور تہذیب کی اپنی حد میں اختیار کیا گیا ہے، لہذا اس صورت
یہ بندہ کو تہذیب و تمدن میں باقی رکھے اور اسے سب سے زیادہ بند کے لیے
صحیح غلاموں میں محسوس فرمائے۔ آمین۔

میں سے رفیق پرناہر علی، مولوی محمد رفیع سکنہ نے اس تقریر کا خلاصہ
 رقم بند میں لکھ دیا۔ انھیں اس کے علاوہ مولوی محمد رفیق بہت سے علماء نے
 رقم بند کیا ہے۔ حضرت مولانا کا فی ہمت علیہ السلام چھوٹے صاحبزادے
 مولوی شمس الدین صاحب قاضی ریہانہ رامپور میں حاکمیت میں تقریر و ریاضۃ
 کرنا سے لے کر اعلیٰ ترین مقامات تک میں نے کی ریاضۃ انھیں مولانا

غزالتی نہ بھولان

”جنگ و امن سے شروع و ختم ہونے والے ہیں۔ پہلے جنگ ہے، پھر امن۔“

تعلیق سے شاید ثروت و دولت میں دھم دھم کی تھیں اور ان کی سے بے
نیاس اپنی حق تعالیٰ میں اور بے شک و گمان و یقین ان کی پائی ت و نیو۔
تھانہ میں اپنی نمائی اشیات سے متعلق تھانہ میں ہی آبادی
ہوئے۔ اسے پہلے رات میں غار کی قسمی تھانہ میں مقیم تھے، شبانی
رکانے میں یہاں کے شرف و محو کا بڑے بڑے شبانی عہدوں اور منصبوں کا
فائدہ تھے۔ عاشر حوالہ میں یہ شہر خدمت کے بہت متاثر ہوا یہاں تک
کہ ان کی تہذیب و تمدن سب سے روکنی عمر میں حالی مرتبہ باشندوں
کے بلند رجعت ان وقت بھی آج کل کے دور میں خاص بنائیں ہیں۔

یہاں کے قدیم مشاہیر میں حضرت قاضی محمد اہل صاحب کی شخصیت خاصی ہونے کے قیاس سے تو معروف تھی ہی۔ ان کی کتاب "کنز فی اصطلاحات الفنون" ان کی علمی ہمارے نگار ہے جو ان کے مشرق و مغرب میں معروف ہے۔ کتاب "باب فیہ" متعلق قاضی جس واسطے سے بہت قاضی صاحب "موسوف" نے گویا کہا: "یا ہے۔" یہ وہی ہے۔ قاضی صاحب نے انوں میں بھی اس و بڑی حیثیت اہل کی ہے۔ اس کے بعد اس پر دیگر راہروں سے حضرت نے اس ممنوعہ کتابیں "میں۔" قاضی صاحب "موسوف" کی وہی قبر کی مسجد کی ماحولہ۔ یہی ہے اس میں خاتما و "واقع ہے۔"

خانقاہ امدادیہ

عاشقِ حیات، اب میں الفت جانے نہیں صاحبِ شہید ہو کے

حضرت باقی صاحب قدس سرہ نے ان کے لئے مایہ ناز میں
تشریف لائے حضرت مولانا محمد صاحب کی موت ہوئی۔

خاصی اعتبار سے توقیر و تکریم ہوئی یا تہ معنی اعتبار سے بھی
اس کی اعلیٰ تکریم و توقیر اس میں اس قبیلہ و خاندان کو چھوڑ دینا
اور اس سے اس حق کی تعمیر نہایت ہونا مستلزم تھا۔ اس کا سامنا نہ تو حق
کے یہ فیو کہ اس میں نے اسے فدا دینی خاص اس نے یہ بہت ہوسے
نہیں جناب علیؑ عبد حق صاحب و حق حق نے اس کی توفیق بخشی کہ اپنے
نجابت محبوب صاحب سے و علم وین پڑھانے کے لئے ایہ بندہ بھیج دیا۔ یہ
ایہ بندہ کا حق اس تھا۔ صاحب سے خانہ فی ثریف و حق و حق کے ہر
اعتبار سے مکمل تھے۔ مثلاً ایہ بندہ سے تعلیم حاصل کر کے پندرہ سال میں
توقیر بن کر رہے۔ اور یہاں میں حیدر حضرت مجاہد امت حضرت صاحب
شریف علی کے نام سے موسوم و معروف ہوئے۔

یہ کلمہ سنا کر مجھے کی نہیں ملا۔ وہت بھی نہیں۔ یہ کلمہ آپ کی مفصل
سنا کر پھر تھیں بعد میں آپ کے فیصلے سے اس حضرت کو آپ کو دیا۔ ان
سب بھڑوں مرحوم کو چکے ہیں۔

پھر مولانا محمد صاحب دکن دار العلوم نے یہ کتاب تخریص شریف
 لکھی۔ اس کتاب میں محمد صاحب نے امام شافعیؒ کی غور سے موعود
 مکیؒ کی حق ستمی نے امام "عبد السلام"ؒ کی حق ستمی کو اپنے اپنے طرز پر
 بیان کیا ہے۔

آپ کی خدمت سے یہ تصنیف و شائع ہو گا اور اس کی ملکیت
آپ کی خدمت میں رہے گی۔ آمین۔

اے اہل ایمان! انہم احسانت سے

ہو جاؤ اور ان کی خدمت سے

خدا کے عذر قدم رہتے ہی اس صبر و معرفت تقویٰ و تقویٰ سے
دیکھ لیں کہ یہ باریک بینی یا پھر اس عذر کے آتی کہ اس نے یہ عذر میں تھے
پہچان کر لیں۔

تعلیم الایمان حضرت مولانا

تھنوی کی برکات و افادات باقیہ

آپ نے چوبیسویں صدی ہجری کے پہلے سال میں دارالعلوم دیوبند
سے سب صوبہ ہندوستانی تعلیم میں لڑنے کے عہد فرائض حاصل فرمائی، اور اس
عہد حاصل فرمائی کہ آپ نے اس عہد خاص جامع مہارت احکامات مولانا محمد
یاقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اس عہد آپ کا فخر کرتے تھے۔

اس عہد میں عہد فرائض حاصل ہوئے تھے تعلیم چوبیسویں صدی ہجری
سے شروع ہوا آپ نے بچکانہ کارنامے شروع ہوئے، کالجوں میں درس و
تدریس کے اریحہ نظم و دیوبند کی خدمت انجام دینے شروع ہوئی، اس
دور میں میں مولانا احمد کے اریحہ عہد میں تھی تربیت مولانا احمد میں شروع
فرمائی، اس عہد میں طرف سے وقت فرمائی کہ اربعہ آپ کی طرف سے
کے، یہ سلسلہ بھی جاری رہا۔

ایک طرف میں وقت میں سے، اور دوسری طرف تقویٰ سے، تعلیم
طرف منتقل نہ ہوئی رہا اس کی تعلیم سے، پانچویں طرف سے مولانا احمد سے
دوسری کی تمام خدمات آپ وقت شروع ہوئیں، اور بچکانہ عذر سے
شروع ہوئیں۔

اس دور میں میں بچکانہ آپ صوبہ ہندوستانی کی خدمت میں شب و روز
مشغول تھے، عذر تقویٰ نے پانچویں مہارت اور تقویٰ سے مہارت حاصل
کر لے کر آپ نے بچکانہ دل میں پیدا فرمایا، اس کی تعلیم کے لئے
قدارت نے بھی تک سیدھا عہد حضرت صوفی مولانا صاحب قدس سرہ
مولانا محمد میں قائم رہا ہوا تھا، اور حضرت مولانا صاحب کی خود یہ تہنیتی کہ
اسکی طرح وہ عہد و پھر آج، جو جوان کی بچکانہ سے وقت دینا ہوئی
تھی، حضرت قدس سرہ کے بعد بھی جانے، اور رشتہ داری کے تعلیمات پر
آپ کی ذاتی صلاحیتوں کا ایک قدرتی اضافہ ہوا یہ عہد میں نے خاص توجہ
سے آپ کی تربیت فرمائی، اور بہت توجہ اس سے میں آپ کو حق تعالیٰ
سے سب سے، طریقت کا بھی وہ مقام دیا، یا اس کی مثال عقلمند میں ہی
میں ملتی ہے۔

تعلیم کے بعد پورے ہندوستان میں علم و تعلیم کی خدمت سے لے
کے، اس میں گزار، یہ سب سب چار شے کی، اس کی توجہ اور توجہ صاحب کی، پھر وہ
اس کے لئے پر عظمت کڑی، اس کے مولیٰ سے اس کی خدمت کرنے کا ہندوستان
اور میں پھر اس کا کالج پورے قیام و ترکہ اس کے قیام جنوں سے قیام پھر پھر

مزار مبارک پر حاضری

عصر کی نماز کے بعد مزار مقدس پر حاضری کی عادت تھی۔ اس میں نہ صاحب شرف ہوں، نہ صاحب حال، میں مزار پر پہنچنے کی اس محسوس ہوتا تھا جیسے عبادتِ حضرت کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں، یہ غیر معمولی عبادت کا معاملہ جو اس بارگاہ کے ساتھ ہمیشہ کا معمول تھا وہی ملاقاتِ مبذول ہیں۔

پہلے زائید، آج کل اہل زندہ و شہر و عشق، شہتِ مست بعدِ جریہ و جامِ امان،

اور بھول نکلی گنجوی۔

مر زندہ پندار چوں خوابِ خوش، منم آئیم بچوں مگر تو آتی رات

مغرب تک ایک عجیب حیرت کے عالم میں یہاں قیام رہا۔

راتِ خانقاہ میں نزاری، اگرچہ آج کل خانقاہ میں جادو و سحر،

نارین کی دو چال چل تو کہیں جو حضرت کے وقت میں تھی، میں اس

دعویٰ جو خانقاہ کی مخصوص صفت تھی وہ آج بھی بحمد اللہ ہی طرح قائم ہے،

آغوشِ شہب میں ناز و ستاوت کرنے والوں کی دہلیز آگاہیں میں پرانے

دعوتِ عمل دینے کا کام کر رہی ہیں۔

ایک طرف بانگِ حدی یک جانب آوازِ درائے

از گراں جانی ہو آں را کہ ماند ول بجائے

تین روز تھیں میں کی حالتِ ارض میں اسی سکونِ خاطر و امنی

کے ساتھ قیام رہا جو ہمیشہ خانقاہ میں محسوس ہوا کرتی تھی۔

میں اس کے آقا و احباب کی عادت تھی، جلی قہقہہ تھی، اور

طرح کی راحت اس میں حاصل ہوتی، تین روز و چار، اس میں اس طرح

وقت گزرتے گا کہ کئی عیدِ قلب میں نہیں تھا، کئی مرتبہ قہقہہ جس طرح

یہ خیال باسرا آ یا کہ یہاں تو بار بار آنا چاہئے۔

مظاہرِ علوم سہارنپور

قہقہہ جہاں سے تھیں روز کے بعد وہی جگہ بھی براہِ سہارنپور ہوتی، اس

وقت میں مدرسہ علم سہارنپور، لاکھوں زبانوں کی زیارت کے لئے شہر میں جاتا

ہو، وہاں بیٹے مدرسہ میں پہنچنے کا ہر مدرسہ قبولہ میں مشغول تھے، بھرے بھی

موقعِ غیبت، کچھ گراں آرا، بعد ظہر شیخِ حدیث حضرت مولانا زکریا

صاحبِ مقام سے ملاقات ہو گئی۔

یہ واقعہ بہت ہی حقیقہ ہوا کہ حضرت شیخِ حدیث مدظلہ العالی،

بہت سے تقریبات منعقد ہو گئے، ان کے ساتھ یہ عزم و ہمت کہ نماز

کی ہر صفت و وصف اس کی حاضری ان حالات میں بھی ترک نہیں ہوتی،

بہاروںِ برکتوں سے بڑی فراغت نظر آتی، اللہ تعالیٰ ان کے سایہ کو

حافیت قائم رکھیں۔

حضرت شیخِ حدیث مدظلہ العالی نے فرمایا کہ مجھے تو بعد ظہر سے عصر تک

سکونِ بخاری کا سبق پڑھانا ہے، اس میں مشغول ہوتا ہوں، آپ میرے

مکان پر جا کر چائے پیتے۔

وہ اس حلق سے اس وقت حضرت مولانا عبدالحق صاحبِ دہلی

ضمیمہ

مفتی اعظم پاکستان کی ایک اہم تقریر کے اقتباسات

جو پاکستان سے دیوبند پہنچ کر دارالعلوم دیوبند
کے عظیم اجتماع میں کی گئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مفتی اعظم پاکستان کے تیس سال بعد مجدد مہدی مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمودے ہیں کہ میں نے
وہاں سے سنا ہے کہ ان کے دیوبند تقریر سے گئے، وہیں سے تھانہ
میں وارد ہوئی تھیں مگر وہاں کا مفتی آموار، پچھلے دنوں حضرت مولانا
مجدد نے "انتقال وراثت" کے نام سے قلم بند فرمایا تھا، جو صحیح ہو چکا ہے۔
ذاتی قسمت سے حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان میں ترقی مذہب میں رہا تھا،
حضرت مولانا صاحب کے دیوبند پہنچنے پر انہوں نے خوشی کا یہ حال تھا کہ
پورے قصبے میں عید کا سا حال معلوم ہوتا تھا۔

۳۰ نومبر ۱۹۵۹ء کو جب میں دارالعلوم دیوبند کے منتظمین، اساتذہ،
مدرسہ سرکار کے افسر، پرنسپل نے دارالعلوم کے دارالحدیث میں ایک
شرعیہ خطاب فرمایا، دارالحدیث میں بھی مجمع ہوا تھا، متعدد اہل علم نے اس
خطاب میں وقت قلم بند فرمایا تھا، مگر انہوں نے بھی اس میں شافعیانہ فہم
نہ لائی، اکثر نے بھی اس خطاب کا خلاصہ قلم بند کیا تھا، اب ۳۳ سال بعد
اپنی میں وہ نظر آیا تو میں نے معلوم کیا کہ اس سے ہم اختلافات
مختلفات اور کثرت جریہ، مگر یہ لکھیں کہ ان میں وہ لکھیں۔

محمد رفیع عثمانی مفا اللہ حد

۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء

خطبہ مسنون اور مشکوٰۃ شریف کی دو حدیثیں پڑھنے کے بعد آپؐ نے طلبہ سے خطاب فرمایا کہ:-

عزیزو! شاید آپ اس انتظار میں ہوں گے کہ میں کسی دقیق علمی بحث کو آپ کے سامنے پیش کروں گا، اور میرے نفس کے جذبات بھی اسی طرف چل رہے ہیں، لیکن میں یہ علمی گناہ اسی جگہ پہلے بہت کر چکا ہوں، اب اللہ اس خود نمائی کے گناہ سے توبہ کر چکا ہوں، چند پچھلے پچھلے کلمات نصیحت عرض کروں گا۔

ملفوظ نمبر ۱

حضرت شاہ صاحبؒ درس میں طلبہ سے فرماتے تھے کہ:-

جاہلین! اس فن میں دنیا تو کبھی تھی ہی نہیں، ایک دین تھا، مگر وہ تم نے نہ لیا۔

امام غزالیؒ کا واقعہ

احمد غزالی اور محمد غزالی دونوں بھائیوں کو ان کی بیوہ ماں نے صرف اس لئے مدرسہ نظامیہ بغداد میں داخل کیا تھا کہ ان کی پرورش ہو جائے گی، مگر بعد میں وہ ”جنت الاسلام“ بنے، وزیر اعظم نے مدرسہ کے طلبہ کا جائزہ لیا اور ہر ایک سے پوچھا کہ علم و دین حاصل کرنے سے ان کا مقصد کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ میں فلاں عہدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں، دل برداشتہ ہو کر اس نے سوچا کہ مدرسہ بند کر دے، ذرا آگے چلا تو امام غزالی جو اس وقت

طالب علم تھے مطالعہ کرتے ہوئے نظر آئے، ان سے تعلیم کا مقصد پوچھا تو امام غزالیؒ نے فرمایا کہ:-

ہم نے عقل سے پہچانا کہ ہم کو ایک پیدا کرنے والا ہے، اور عقل سے ہی یہ پہچانا کہ ایسی ہستی کا احسان مند ہو کر اس کی اطاعت کرنا ہمارا فرض ہے، اور اطاعت کا طریقہ معلوم کرنے کا ذریعہ رسالت اور وحی ہے، لہذا ہمارے تحصیل علم کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی پسندیدہ اشیاء پر عمل کریں، اور نا پسندیدہ اعمال سے پرہیز کریں۔

ملفوظ نمبر ۲

عالم حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے کہ:-

طَلَبْنَا الْعِلْمَ لِنَعْبُدَ اللَّهَ فَابْنِي أَنْ يَكُونُ إِلَّا بِهِ.

ترجمہ:- ہم نے علم حاصل تو غیر اللہ (ذیٰنا) کے لئے کیا تھا، لیکن علم نے غیر اللہ کے لئے ہونے سے انکار کر دیا۔ یعنی علم کی برکت سے ہماری نیت بھی درست ہو گئی۔

ملفوظ نمبر ۳

حضرت حاجی امداد اللہ فرماتے تھے کہ:-

تحصیل علم میں اگر نیت صحیح بھی نہ ہو جب بھی علم کو چھوڑنا نہیں چاہئے، کیونکہ علم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نیت بھی صحیح ہو جاتی ہے۔

امام محمدؒ کے متعلق خواب

امام محمد بن حسن کو (جو امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگرد ہیں) ان کی وفات کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:-

اے محمد! اگر میرا تجھ پر احسان کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو تجھے علم نہ دیتا۔

ملفوظ نمبر ۴

علامہ زر نوئی نے کسی امام کا قول نقل کیا ہے کہ:-

اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيكَ بَعْضُهُ حَتَّى تُعْطِيَهُ كُلُّكَ

یعنی علم تم کو اپنا کچھ حصہ نہیں دے گا جب تک کہ تم اس کو اپنا سب کچھ نہ دے دو۔

ایک طالب علم کا واقعہ

ہمارے بزرگ حضرت نانوتویؒ و گلگوتیؒ جب دہلی میں پڑھتے تھے اس وقت ان کے ایک ساتھی کا واقعہ ہے کہ مطالعہ کے لئے روشنی کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے وہ حلوائی کی دکان کے سامنے کھڑے ہو کر مطالعہ کیا کرتے تھے۔

مولانا عبدالحی صاحبؒ کا واقعہ

مولانا عبدالحی صاحبؒ لکھنؤی کے والد مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے

اپنے بیٹے کے علمی شغف کا امتحان لیا کہ جب بیٹے نے نوکر سے پانی مانگا تو اشارہ کر دیا کہ تیل کا پیالہ آگے کر دو، صاحبزادے مطالعے میں ایسے منہمک تھے کہ دیکھے بغیر ہی اسے پینے لگے، تو باپ نے پیالہ اُن سے ہٹایا۔

ملفوظ نمبر ۵

طالب علم کو ہر منافی علم کام سے پرہیز کرنا چاہئے، اس وقت جس فن میں خامی رہ جاتی ہے وہ عموماً کبھی دور نہیں ہوتی۔

ملفوظ نمبر ۶

حضرت مولانا مدنیؒ نے اسی جگہ اسی موضوع پر اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ:-

ادوات علم کا ادب اسباب حصول علم میں سے ہے۔

یعنی علم جن جن ذرائع سے حاصل ہوتا ہے ان سب کا ادب کرنا چاہئے، اس سے علم میں برکت ہوتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۷

حصول علم کے اسباب میں سے ایک اہم چیز تقویٰ ہے، عمل کے لئے تو وقت کی ضرورت ہوتی ہے، مگر تقویٰ کے لئے وقت کی بھی ضرورت نہیں۔

مسلک دیوبند کیا ہے؟

آپ حضرات کو ابھی اس نعت خداوندی کی قدر نہیں ہے کہ اُس نے آپ کا تعلیم رشتہ دار العلوم دیوبند سے مسلک کر دیا، جب اس "بسم اللہ

کے تہذیب سے آپ باہر نکلیں گے، اور کتاب و سنت اور فقہی مسائل ہی کی تعبیر میں آپ کو افراط و تفریط کا ایک بھیا تک منظر سامنے آجائے گا اُس وقت معلوم ہوگا کہ دیوبند اور اس کا متبادل مسلک کیسی عظیم نعمت ہے۔

میں بھی طالب علمی کے زمانے میں آپ کی طرح محض اپنے والد مرحوم کے حکم کی تعمیل میں دارالعلوم سے متعلق ہوا، اور مسلک دیوبند بھی تقلید اختیار کیا، لیکن دنیا کے کشیب و فراز اور سرد و گرم چکھنے اور فرقہ وارانہ مباحث سے گزرنے کے بعد اپنی تحقیق سے اس مسلک اعتدال کی خوبیاں مستحضر ہوئیں، وطن کے اقتدار سے تو میں دیوبندی فطرت تھا، اور مسلک کے اقتدار سے تھکیدا، لیکن طویل غور و فکر، بحث و تحقیق اور تجربہ کے بعد مسلک دیوبند کا محض تھکید سے نہیں، بلکہ بصیرت سے پابند ہوں۔

آخر میں ایک مختصر جملہ اس کے متعلق بھی سن لیجئے کہ دیوبند کوئی جداگانہ مذہب نہیں، بلکہ قرآن و سنت کی صحیح تعبیر و تعمیل کا، اور فرض و خراج، اعتدال و ظاہریت، تھکید و عدم تھکید، بزرگان سلف کے اتباع و انکار کے مختلف مسلوں میں سے ایک نہایت معتدل مسلک کا نام ”دیوبند“ ہے، جس میں ”تھکید“ اور ”تھکید“ کو اپنی اپنی حد میں اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رُوح دیوبند کو ہمیشہ دیوبند میں باقی رکھے، اور مجھے اور آپ سب کو دیوبند کے سچے خادموں میں مشغور فرمائے، آمین۔

(ماہروز ماہنامہ ”ابلاغ“ کراچی شمارہ ۹ جلد ۱۸: رمضان ۱۳۷۳ھ جون ۱۹۸۳ء)

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com